کلمات اذان میں غلطی

اذان میں تجوید کی غلطی کا حکم:

سوال: ایک شخص اذان دیتے ہوئے بہت غلطیاں کرتا ہے، تلاوت قرآن شریف بھی بہت غلط پڑھتا ہے۔ جا بجا لحن جلی کرتا ہے (حی علی الصلاۃ) میں حاءؔ کو ھاءؔ پڑھتا ہے۔ ایسا شخص اس منصب کے قابل ہے یا نہیں؟ فتاویٰ رشیدیہ کا مسئلہ اس بارے میں درست ہے یا نہیں؟

الجواب

موذن کا تقرر کرتے وقت اس بات کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے کہ موذن صحیح خواں ہو، اور کسی قسم کا لحن نہ کرتا ہو، پھر اگر وہ ایسی غلطی کرے جو معنی بگاڑ دے تو اذان ہی نہیں ہوتی، (۱) "حی علی الصلوٰۃ" کو "ھَیَّ علی الصلوٰۃ" پڑھنے سے معنی نہیں بگڑے، البتہ اس غلطی کی اصلاح کے بغیر موذن کا تقرر نہ کرنا چاہئے، لیکن اگر تقرر کرلیا گیا تو اذان ہوجائیگی، فتاویٰ رشیدیہ کا مسئلہ بالکل درست ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۲۹/۱۱/۱۳۸۷ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۱۴۰۹/۱۸۔ الف) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۹۷)

اذان میں تجوید کی غلطی کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اذان میں لحن جلی کرتا ہے۔ یعنی ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف ادا کرتا ہے، مثلاً "حی علی الصلاۃ" کے بجائے "ھی علی الصلاۃ" اور"

(۱) وأحسن من لخص من کلامھم فی زلة القاری الکمال فی زادالفقیه فقال: إن کان الخطأ فی الإعراب ولم یتغیر المعنی ککسر قوامامکان فتحھاوفتح نعبدمکان ضمھالاتفسد، وإن غیر کنصب ھمزةالعلماء وضم ھاء الجلالة من قوله تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸) تفسدعلی قول المتقدمین، واختلف المتأخرون فقال ابن الفضل وابن مقاتل وأبوجعفر والحلوانی وابن سلام واسماعیل الزاھدی لاتفسد، وقول ھٰؤلاء أوسع، وإن کان بوضع حرف مکان حرف ولم یتغیر المعنی نحو أیاب مکان أواب لاتفسد، وعن سعیدتفسد، وکثیراً مایقع فی قراءة بعض القرویین والأتراک والسودان ویاک نعبد بواو مکان ھمزة والصراط الذین بزیادة الألف واللام وصرحوا فی الصورتین بعدم الفساد وإن غیر المعنی وتمامه فیه فلیراجع واللّٰه سبحانه وتعالیٰ أعلم وأستغفر اللّٰه العظیم. (حاشیةالطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب مایفسدالصلاة: ۱/۳٤۰. انیس)

حي علی الفلاح" کے بجائے "**هي علی الفلاح**" کہتا ہے، تلاوت قرآن میں بھی کثرت سے غلطیاں کرتا ہے اور محلّہ کے چندلوگ اس غلط خواں شخص کو مؤذن بنانا چاہتے ہیں، یعنی اس آدمی کے حق میں اس کے ساتھ مل کر لوگوں سے ہمیشہ جھگڑا فساد کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس غلط خواں آدمی کو مسجد کا مؤذن مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اذان میں اس قسم کی غلطیوں سے جملہ کے معنی میں تغیر وتبدل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور "فتاویٰ رشیدیہ" ص:۵۶، میں مؤذن کے بارے میں جو مسئلہ لکھا ہوا ہے، وہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا۔

مہربانی فرما کر فیصلہ کن جواب دے کر اس محلّہ سے جھگڑا اور فساد کو دور کریں۔

الجواب

غلط خواں آدمی کو مؤذن مقرر نہ کیا جائے، صحیح خواں کو ہی مؤذن مقرر کیا جانا چاہیے۔ لحن اذان میں مکروہ ہے۔

كما قال في الدر المختار مع شرحه رد المحتار: ۲۸۳-۲۸٤ (باب الأذان):

(ولا لحن فيه) أي تغني يغير كلماته فإنه لا يحل فعله وسماعه كالتغني بالقرآن وبلا تغيير حسن، وقيل: لا بأس به في الحيعلتين. (۱)

"فتاویٰ رشیدیہ" کے ص:۵۶، پر مؤذن کے بارے میں جو مسئلہ لکھا ہوا ہے، وہ درست ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۸۳۳-۸۳۴)

اذان واقامت کے کلمات بھی تجوید کے قواعد سے ادا کئے جائیں گے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذن اور اقامت کے کلمات میں تجوید کے اصول وقواعد کے مطابق وقف اور غیر وقف کے احکام جاری ہوتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: رحمٰن الدین تحصیل وڈاکخانہ خاص دیر ضلع دیر......۱۹۸۵/۴/۶ء)

(۱) كما في البحر الرائق، باب الأذان: سن للفرائض بلا ترجيع. وفي حاشيته (ولحن) أي ليس فيه لحن أي تلحين، باب الأذان: ۱/٤٤۲-٤٤۵، طبع رشيدية كوئٹة)

كما في مجمع الأنهر: يكره التلحين والمراد به التطريب، الخ. (كتاب الصلاة، باب الأذان: ۱/۱۱۵، طبع غفارية كوئٹة)

ولابأس بالتطريب في الأذان وهو تحسين الصوت من غير أن يتغير فإن تغير بلحنه أو ما أشبه ذلك كره. (المحيط البرهاني، الفصل السادس عشر في التغني والإلحان: ۱/۳۵۱)

عن يحيٰ البكاء قال: قال رجل لابن عمر: إني أحبك في الله، فقال ابن عمر: لكني أبغضك في الله، قال: ولم؟ فقال: إنك تنقى في أذانك وتأخذ عليه أجراً. (المعجم الكبير للطبراني، ذكر سنه ووفاته (ح: ۱۳۰۵۹) انيس)

(۲) تالیفات رشیدیہ، کتاب الاذان، اذان واقامت کا بیان: ۱/۲۵۹، طبع ادارۂ اسلامیات لاہور

الجواب

قواعد تجوید اور قواعد عربیہ تمام کلمات میں جاری ہوتے ہیں اور اذان و اقامت کے کلمات میں بھی جاری ہوتے ہیں۔ **یدل علیه ما فی ردالمحتار: ۲۵۸/۱-۲۵۹.** (۱) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۱۷۴/۲)

اذان میں تجوید کی رعایت:

سوال: مؤذن جب اذان کہے، تو کلمات اذان کی ادائیگی میں تجوید اور قراءت کے قاعدوں کا امتیاز کرتے ہوئے اذان کہے، یا یوں ہی عربی لہجہ میں صرف اعلام پیش نظر رکھتے ہوئے اذان کہے؟

هــو المـصــوب

اذان کا مقصد اعلام ہے۔

لأن الأصل فی مشروعية الأذان الإعلام بدخول الوقت. (۲)

اس لئے اس کو مقصود و ملحوظ رکھتے ہوئے عربی لہجہ میں تجوید کے ساتھ اذان دے، لیکن کلمات میں حرکت و مد کی زیادتی نہ ہو۔

(قوله يغير كلماته)أى بزيادة حركة أوحرف أومد أوغيرها فی الأوائل والأواخر. (۳)

جہاں تک زیر و بم کے ساتھ موسیقی کے انداز میں اذان دینا ہے، تو وہ شکل جائز نہیں ہے۔

أما الترجيع بمعنى التغنى فلايحل فيه. (۴)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۷۰/۱)

---

(۱) قال العلامة الحصكفى: (ولا لحن فيه)أى تغنى يغير كلماته فإنه لايحل فعله وسماعه كالتغنى بالقرآن وبلاتغيير حسن.

قال ابن عابدين: (يغير كلماته)أى بزيادة حركة أوحرف أومد أوغيرها فی الأوائل والأواخر. قهستانى. (الدر المختارمع رد المحتار، قبيل مطلب فی أول من بنى المنائرللأذان: ۲۸۵/۱)

(قوله: ولحن)قال الشيخ باكير-رحمه الله-عندقوله بلاترجيع ولحن: يقال: لحن فی القراءة طرب وترنم مأخوذ من ألحان الأغانى فلاينقص شيئاًمن حروفه ولايزيد فی أثنائه حرفاً، كذا لايزيد ولاينقص من كيفيات الحروف والسكنات والمدات وغيرذلك لتحسين الصوت فأمامجردتحسين الصوت بلاتغيير فإنه حسن، آه. (تبيين الحقائق، باب الأذان: ۹۰/۱. ونحوه فی جامع الرموز، كتاب الصلاة، فصل الأذان: ۶۹، ط: مظهرالعجائب كلكته. انيس)

(۲) رد المحتار، باب الأذان: ۴۷/۲۔

(۳-۴) رد المحتار، باب الأذان، قبيل مطلب فی أول من بنى المنائرللأذان: ۵۳/۲۔

قراءت کے ساتھ اذان دینا:

سوال: میں نے لوگوں سے سنا ہے اور کتابوں میں پڑھا ہے کہ قراءت سے اذان دینا مکروہ ہے، جس طرح کی ندوہ اور اس کے علاوہ اور مقامات پر اذان ہوتی ہے، اگر مکروہ ہے، تو علما حضرات اس طرح کیوں اذان دیتے ہیں؟

هو المصوب

اذان بہتر آواز میں اور ٹھہر ٹھہر کر کہنا مستحب ہے، ایسی کھینچ تان جس سے اذان کے کلمات بدلے ہوئے محسوس ہوں، مکروہ ہے، چنانچہ اگر "اللّٰہ أکبر" کو ہمزہ کے مد کے ساتھ "آللّٰہ أکبر" پڑھا جائے، تو اس طرح اذان دینا ناجائز ہے۔(۱)

(ولا ترجیع)فإنه مكروه،الخ(ولا لحن فيه)أى تغنى يغير كلماته فإنه لايحل فعله وسماعه كالتغنى بالقرآن وبلا تغيير حسن. (الدر المختار)

(قوله وبلا تغيير حسن):أى والتغنى بلا تغيير حسن،فإن تحسين الصوت مطلوب،ولا تلازم بينهما بحروفتح. (رد المحتار: ۵۳/۲،باب الأذان،مطلب فى الكلام علىٰ حديث،الخ)

ولابأس بالتطرب فى الأذان وهو تحسين الصوت من غير أن يتغنى فإن تغنى بلحن أوحد أوما أشبه ذلك يكره. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۳۲۹/۱)

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۷۰/۱-۳۷۱)

صحیح تلفظ ادا نہ کر سکنے والے کی اذان واقامت وامامت:

سوال: ایک سرکاری ادارے کی مسجد میں امام صاحب تو مقرر ہیں، لیکن مؤذن نہیں ہے۔ لہٰذا اذان واقامت کے فرائض ادارے کے ایک ملازم ضعیف بزرگ انجام دیتے ہیں۔

کچھ حضرات کو اس بات پر اعتراض ہے کہ الفاظ کی ادائیگی ان سے صحیح مخارج کے ساتھ نہیں ہوتی ہے، جو غیر مناسب ہے۔ کیوں کہ لفظ "قد" (کد) اور "فلاح" (پھلاہ) بالعموم ان کی زبان سے نکلتا ہے، جب ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی، تو انہوں نے کہا کہ وہ کوشش تو پورے طور پر کرتے ہیں، لیکن دانت نہ ہونے کے باعث مخارج کا اہتمام نہیں ہو پاتا، ایسی صورت میں اذان واقامت کا فریضہ وہ انجام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کسی وجہ سے امام صاحب بروقت نہ آسکیں، تو ان کی اقتدا میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) وفى المجتبىٰ:المدفى أول التكبير كفر،وفى آخره خطأ،ولابأس بالتطريب فى الأذان وهو تحسين الصوت من غير تغيير،وإن غير ولحن وإن مد كره.(البناية شرح الهداية،مايسن فى الأذان والإقامة: ۹٦/۲.انيس)

الجواب

اگر کوئی صحیح پڑھنے والا موجود ہو، تو اذان واقامت اس کو کہنی چاہیے، ورنہ وہ معذور ہیں، جب کہ وہ کوشش کے باوجود صحیح تلفظ نہیں کر پاتے۔ یہی حکم ان کی امامت کا بھی ہے کہ اگر کوئی صحیح پڑھنے والا (باشرع آدمی) موجود ہو، تو امامت کے لیے اس کو آگے کریں، ورنہ ان کی اقتدا میں نماز پڑھ لی جائے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۹۴/۳)

کیا حضرت بلال اذان میں شین کو سین پڑھتے تھے:

سوال: جناب مفتی صاحب! ایک صاحب سے سنا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے وقت **أشھد** کی بجائے **أسھد** یعنی شین کی سین پڑھتے تھے، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب

اگرچہ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان میں شین کی جگہ سین پڑھتے تھے، لیکن علماء محققین نے اس کی تردید کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال فصیح اللسان اور تیز وتند آواز والی شخصیت تھے اور جو بات ان کے بارے میں مشہور ہو چکی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔

قال العلامة عبد الحیء اللکھنوی: اشتھر علٰی ألسنة العوام أن بلالا کان یبدل الشین المعجمة سیناً مھملة ولیس کذلک، قال المزنی علٰی ما نقله عنه البرھان السفاقشی: أنه قد اشتھر علی الألسنة ولم نره فی شیء من الکتب وقال ابن کثیر: لا أصل له ولا یصح. (السعایة، باب الأذان: ۲/ ۷) (فتاویٰ حقانیہ: ۶۹/۳)

اذان میں لفظ أکبر کو بالمد پڑھنا جائز نہیں:

سوال: زید اذان کہتے وقت "**الله أکبر**" کو اس قدر کھینچتا ہے کہ اس کا تلفظ بڑھ کر "**الله أکبار**" ہو جاتا ہے، تنبیہ کرنے پر وہ سوال کرتا ہے کہ کس قدر کھینچتا ہے اور کس صورت میں معنی بدل جاتا ہے؟

حامداو مصلیًا، الجواب ـــــــ وباللّٰہ التوفیق

"**الله أکبر**" میں شروع اللہ کے "الف" کو آللہ پڑھنا، ایسے ہی اخیر میں "با" پر "الف" یعنی "بار" کہنا جائز نہیں، "الف" صاف بڑھانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ کوشش کرکے صحت حروف کی مشق کرنا ضروری ہے۔

---

(۱) **وینبغی أن یکون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحًا تقیاً عالماً بالسُّنّة کذا فی النھایة ... والأحسن أن یکون إماماً فی الصلاة کذا فی معراج الدرایة. (الفتاویٰ الھندیة، باب الأذان: ۱/ ۵۳، ۵۴)**

شامی میں ہے:

”قوله(يغير كلماته)أى بزيادة حركة أوحرف أومد أوغيرها فى الأوائل والأواخر،انتهى.(۱)

یعنی حرکت یا حروف مد وغیرہ کی زیادتی شروع کلمہ میں اور اخیر کلمہ میں جائز نہیں۔والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم وأحكم (مرغوب الفتاویٰ:۱۲۳/۲)

اذان میں لفظ اللہ اور اکبر کے ہمزہ کو لمبا کر کے پڑھنا:

سوال: جناب مفتی صاحب! بعض مؤذنین اذان میں لفظ اللہ اور اکبر کے الف کو لمبا کر کے پڑھتے ہیں، تو کیا لفظ اللہ اور اکبر کے الف کو لمبا کر کے پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

اذان میں لفظ اللہ کے الف کو لمبا کر کے پڑھنے سے ہمزہ استفہام پیدا ہونے کا خوف ہوتا ہے جو کہ تغیر معنی کا سبب ہے اس لئے فقہاء کرام نے لفظ اللہ اور اکبر کے الف کو لمبا کر کے پڑھنے سے منع کیا ہے۔لہذا ان دونوں جگہ الف پر مدّ نہ کیا جائے۔

قال العلامة عبد الحیء اللكهنوى: لايقول المؤذن آللّٰه أكبر بمد الألف فإنه استفهام وإنه لحن شرعی،الخ.(السعاية، باب الأذان:۱۵/۲)(۲)(فتاویٰ حقانیہ:۶۵/۳،۶۶)☆

(۱) رد المحتار، قبيل مطلب فى أول من بنى المنائر للأذان:۵۳/۲۔

(۲) وفى الهندية:والمد فى أول التكبير كفر وفى الآخر خطأ فاحش.(الفتاوىٰ الهندية،الفصل الثانى فى الأذان:۵۶/۱)

عن إبراهيم النخعى قال:الأذان جزم والتكبير جزم والتسليم جزم والقرآن جزم.(كنز العمال،فضل الأذان وأحكامه وآدابه (ح:۲۳۲۱۵)

عن مغيرة قال:قلت لإبراهيم: إذاقال المؤذن قدقامت الصلاة أُكَبِّرُ مَكَانِى أوحين يفرغ؟قال:أى شئت قال: وقال إبراهيم:التكبير جزم يقول لايمد.(مصنف عبدالرزاق الصنعانى،باب متى يكبر المؤذن (ح:۲۵۵۳)انیس)

☆ **الفاظ اذان میں حرکت یا حرف کا اضافہ:**

مسئلہ: اذان دیتے وقت کسی لفظ میں حرکت کا اضافہ کرنا جیسے ”اَشْهَدُ“ کو ”اَشَهَدُ“ پڑھنا، یا حرف کا اضافہ کرنا جیسے ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کو ”آللّٰهُ اَكْبَرُ“ پڑھنا، یا مد کا اضافہ کرنا جیسے ”اَشْهَدُ أنْ لَّا إلٰهَ إلَّا اللّٰه“ کو ”اَشْهَدُ أنْ لَا إلٰه إلَّا اللّٰه“ پڑھنا غلط ہے، لہٰذا ان سب سے بچنا ضروری ہے۔(الحجة علىٰ ما قلنا:ما فى التنوير وشرحه مع الشامية:(ولا لحن فيه)أى تغنى يغير كلماته.

قال المحقق ابن عابدين فى الشامية:(قوله يغير كلماته)أى بزيادة حركة أوحرف أومد أوغيرها فى الأوائل والأواخر.قهستانى.(۴۸/۲،مطلب فى الكلام علىٰ حديث ”الأذان جزم“،ط:ديوبند/البحر الرائق:۴۴۵/۱-۴۴۶/ الموسوعة الفقهية:۳۶۴/۲)(اہم مسائل:۵۹/۶)

اللہ اکبر میں واو کا اضافہ غلط ہے:

سوال: اذان اور نماز میں اللہ اکبر کہنا چاہئے یا اللہ ہو اکبر؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اللہُ کی ہاء کے آگے واو نہ بڑھانا چاہئے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۹۸-۹۹)

اذان و اقامت کی تکبیر میں راء پر پیش پڑھنا غلط ہے:

سوال: کیا فرماتے علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لفظ أکبر کی راء کا وصل اسم جلالہ سے درست ہے یا کہ نہیں؟ اگر درست ہے، تو فوراً مفتوح یا مضموم کونسا صحیح ہے؟ اور مفتوحہ کی وجہ بھی بیان ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ راء کو ساکن پڑھا جائے، اس صورت میں لفظ ''اللّٰـــہ'' کا ہمزہ ساقط نہ ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ راء کو فتح دے کر اسم اللہ سے ملایا جائے، اور ہمزہ ساقط کیا جائے، راء کو مرفوع پڑھنا غلط ہے، اس لئے کہ حدیث ''الأذان جزم'' کی وجہ سے راء ساکن اصلی کے حکم میں ہے۔ لہٰذا بحالت وصل التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے راء پر فتح پڑھا جائے گا۔ والتفصيل في الشامية. (۲) فقط واللّٰه تعالىٰ أعلم

۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۲۹۶-۲۹۷)

''اللّٰه أكبر'' کی راء پر ضمہ پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اذان میں تکبیر کو ملا کر پڑھا جائے تو راء کو الف لام میں وصل کرتے ہوئے راء پر ضمہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر صورت جواز کیا ہے؟ مسئلہ مبرہن ہونا چاہئے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

اذان میں تکبیر کو ملا کر پڑھا جائے، تو اکبر کی راء میں سکون، ضمہ، فتحہ تینوں جائز ہیں، لیکن سکون اولیٰ ہے، اس کے بعد ضمہ کا، پھر فتحہ کا درجہ ہے اور سکون کی اولیت کی وجہ یہ ہے کہ اذان کے کلمات کے آخری حروف میں وقف ماثور و منقول ہے اور ترمذی شریف میں حضرت ابراہیم نخعیؒ سے موقوفاً مروی ہے، ''الأذان جـزم''. اور صحیح یہ ہے کہ یہ نخعیؒ کا

(۱) إذا أراد الشـروع في الصـلٰوة كبّر لو قادرًا للافتتاح أي قال وجوباً اللّٰه أكبر، الخ. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب صفة الصلٰوة، فصل في تأليف الصلٰوة: ۱/۴۴۷، ظفير)

(۲) ردالمحتار، باب الأذان: ۱/۳۸۵. انيس

قول موقوف ہے، مرفوع نہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شامی) (۱) اور عمدۃ القاری میں ابو العباس مبرد سے منقول ہے کہ اذان میں وقف بلا اعراب مسموع ہے، (۲) اور ابن عابدین شامیؒ نے روضۃ العلماء سے نقل کیا ہے کہ بقول ابن انباری عوام الناس اکبر میں راء کو ضمہ دیتے ہیں اور مبردؒ کہتے تھے کہ اذان اپنے مواقع قطع میں موقوف سنی گئی ہے اور اکبر کی راءؔ میں وصل کی رو سے اسکان ہے، پھر لفظ اللہ کے ہمزہ کا فتحہ راء کی طرف منتقل کیا گیا ہے، جیسا کہ "الـــم- الـلّٰه" میں ہے، اور مغنی میں ہے کہ راءؔ کی حرکت فتحہ ہے، گو اس میں اصل بنیت وقف ہی کیا جائے، اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مبرد سے جو راءؔ کا فتحہ ماثور ہے، وہ پہلی تکبیر کے بارہ میں ہے، رہی دوسری تکبیر سو اس پر وقف ہے، اور اس سے مبردؔ کے دونوں قولوں میں تطبیق ہو جاتی ہے، لیکن روایت سے فتحہ راءؔ کی تائید ہوتی ہے۔ اور ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ یہ تمام بیان (راء کے اسکان اصلی اور فتحہ والاقول) ظاہر سے خارج ہے اور صواب یہ ہے کہ راء کی حرکت ضمہ اعرابیہ ہے، لیکن سماع کی رو سے کلمات اذان موقوف ہیں۔ (۳) ملخصاً (هذا كله مأخوذ من معارف السنن شرح سنن الترمذی: ۱۷۶/۲-۱۷۷) (۴) فقط واللہ اعلم

هو المصوب: اللّٰه أكبر اول کی راء کو ساکن کرے، یا مفتوح اور اللّٰه أكبر ثانی کو ساکن کرے۔

كما في الشامي: وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من الله أكبر الأول أو يصلها بالله أكبر الثانية فإن سكنها كفى وإن وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فإن ضمها خالف السنة؛ لأن طلب الوقف على أكبر الأول صيره كالساكن إصالة فحرك بالفتح، الخ. (رد المحتار: ۲۸٤/۱، عن رسالة السيد عبد الغني) (۵) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۳۲/۱-۸۳۳)

---

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸٦/۱، طبع ایچ ایم سعید، کراچی

أخرجه الترمذي، في باب أن خذف السلام سنة في ضمن (ح: ۲۹۷) بلفظ: وروى عن إبراهيم النخعي أنه قال: التكبير جزم والسلام جزم. انيس

(۲) وأجاز أبو العباس: الله أكبر، واحتج بأن الأذان سمع وقفاً لاإعراب فيه. (عمدة القاري، باب بدء الأذان: ۱۰۸/۵)

وأجاز أبو العباس الله أكبرُ الله أكبرُ، واحتج بأن الأذان سمع وقفاً لاإعراب فيه، كقولهم: حى على الصلاه، حى على الفلاح ولم يسمع: حى على الصلاةِ، حى على الفلاحِ، فكان الأصل فيه: الله أكبرُ، الله أكبرُ بتسكين الراء فألقوا على الراء فتحة الألف من اسم الله عزوجل، وانفتحت الراء وسقطت الألف، كماقال عزوجل: ﴿الٓمٓ- اللّٰه لااله الاهو﴾ كان الأصل فيه والله أعلم: الٓمْ-الله لااله الاهو، بتسكين الميم فألقيت فتحة الألف على الميم وسقطت الألف. (الزاهر في معاني كلمات الناس، وقولهم أشهدأن لااله إلاالله: ۳۳/۱. انيس)

(۳) كما في ردالمحتار: فائدة: في روضة العلماء قال: ابن الأنباري، الخ. كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸٦/۱، طبع سعید، کراچی. (كذا في دررالحكام شرح غررالحكام، كيفية الأذان: ۵۵/۱. انيس)

(۴) معارف السنن، باب كيفية الأذان: ۱۷٦/۲-۱۷۷، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراچی

(۵) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في الكلام على حديث: "الأذان جزم": ۳۸٦/۱، ط: ایچ ایم سعید کراچی

اذان میں 'را' کا غلط تلفظ:

سوال: ہم محلّہ میں کافی تعداد میں مسلک حنفی (بریلوی) سے تعلق رکھتے ہیں، ہماری جامع مسجد کے امام صاحب پہلے جب اذان دیتے تھے، تو جیسے ہر جگہ، ہر مسجد سے جو اذان سنتے ہیں، ویسی ہی اذان دیتے تھے، لیکن اب تقریباً ایک ماہ سے ہمارے امام صاحب جب اذان دیتے ہیں، تو اذان کے پہلے الفاظ اس طرح پڑھتے ہیں: اللّٰــه أكبر، اللّٰــه أكبــر، اللّٰـه أكبر، اللّٰه أكبر، آخر میں ''ر'' اور ''ل'' کو اکٹھا پڑھتے ہیں اور اللہ کا ''الف'' اڑا دیتے ہیں، ایسے پڑھتے ہیں: اللّٰهُ أكبرَ اللّٰهُ أكبر.

الجواب

اذان میں اصل سنت تو یہ ہے کہ پہلے ''اللّٰه أكبر'' میں ''را'' کو ساکن پڑھا جائے، اور دوسرے کو لفظ ''اللّٰه'' کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا جائے، اور جائز یہ بھی ہے کہ پہلی تکبیر کی ''را'' پر زبر پڑھی جائے اور اسم ''اللّٰــه'' کے ہمزہ کو حذف کر کے ''را'' کو ''لام'' کے ساتھ ملا دیا جائے، اور یوں پڑھا جائے: اللّٰهُ اكبرَ اللّٰهُ أكبر''. (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۹۳/۳)

اذان میں 'را' کا صحیح تلفظ:

سوال: ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' صفحہ: ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ ''اذان کے تلفظ میں ''را'' کو وصل کی صورت میں پڑھنا خلاف سنت ہے''۔ جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ ''اللّٰه أكبر'' کی ''را'' پر کیا شرعی طور پر فتحہ پڑھنا سنت ہے؟ جس کی وجہ سے ضمہ پڑھنا خلاف سنت ہوگا۔ باقی ''را'' پر وقف کی صورت میں اگر نیت ایک دفعہ کیا، لاکھ دفعہ بھی کریں، تو وقف کی صورت میں ''را'' ساکن ہی پڑھی جائے گی، ورنہ وقف نہ ہوگا، لہٰذا علامہ شامیؒ کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے، اس کی وضاحت فرمادیں، گرامر کے لحاظ سے تو ''اللّٰــه'' (مبتدا) أكبــر (خبر) ہے، مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں، یعنی ہر ایک کے آخر میں ضمہ ہی ہوتا ہے، وقف کی صورت میں ''را'' پر فتحہ کیسے ہوا؟ یہ فتحہ کیسے ہوا، جبکہ اصل حرکت ضمہ موجود ہے، اگر ضمہ نہ ہوتا تو پھر فتحہ کا سوچا جا سکتا تھا۔ گرامر کی کتابوں کے مطالعے کے حوالے سے کسرہ (زیر) بھی ''را''، پر ہو سکتا ہے، عربی زبان کا قانون ہے کہ ''جب دو ساکن اکٹھے آجائیں (دونوں میں سے کوئی حرف علت نہ ہو) تو پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھتے ہیں: (قَدِيْرُنِ الَّذِی) وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں؟

---

(۱) وحاصلها أن السنّة أن يسكن الراء من الله أكبر الأوّل أويصلها بالله أكبر الثانية فإن سكنها كفٰى وإن وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فإن ضمّها خالف السنّة. (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في الكلام علٰى حديث "الأذان جزم": ۳۸٦/۱)

الجواب

علامہ شامی کے حوالے سے جو کچھ میں نے لکھا ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ اذان کے ہر کلمے پر وقف مسنون ہے۔لہٰذا ''را'' پر ضمہ نہیں پڑھا جائے گا، اب دو صورتیں ہیں، یا تو ''را'' پر سکون ہو۔۲- یا اگر ملا کر پڑھنا ہو تو ''را'' پر فتحہ پڑھا جائے۔ یہ وصل بہ نیت فصل ہوگا اور فتحہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے، اس لیے ''**الساكن إذا حرّك حرّك بالكسر**'' کے قاعدے سے کسرہ نہیں پڑھا جائے گا، (۱) کسی عالم سے اس کو زبانی سمجھ لیا جائے۔ واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۹۴)

''اللّٰه أكبر'' میں راء کی حرکت:

سوال: اذان واقامت وتکبیرات میں لفظ ''اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر'' کی راء اول کو وصل کی حالت میں مفتوح پڑھنا چاہئے یا مضموم؟ ردالمحتار میں فتح کو سنت لکھا ہے۔

الجواب

''اللّٰه أكبر'' اول کی راء کو ساکن کرے یا مفتوح اور ''اللّٰه أكبر'' ثانی کو ساکن کرے، وقفاً۔

كما فی الشامی: وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من ''اللّٰه أكبر'' الأول أويصلها باللّٰه أكبر الثانی فإن سكنها كفٰى وإن وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة، فإن ضمّها خالف السنة لأن طلب الوقف على أكبر الأول صيره كالساكن إصالةً فحرك بالفتح. (رد المحتار عن رسالة السيد عبد الغنی) (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۱۱۵-۱۱۶)

''اللّٰه أكبر'' کے ''را'' کا تلفظ:

سوال: اذان کے شروع میں ''اللّٰه أكبر'' اور ''اللّٰه أكبر'' دونوں ایک ساتھ ملا کر پڑھے جائیں، تو کیا ''را'' کے اوپر جو پیش ہوتی ہے، وہ ''ل'' کے ساتھ ملا کر پڑھی جا سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے ''اللّٰه أكبر'' کی ''راء'' کو ساکن پڑھا جائے اور اگر ملا کر پڑھنا ہو، تو ''را'' پر وقف کی نیت سے فتحہ پڑھا جائے، ضمہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۹۴-۲۹۵)

(۱-۲-۳) وحاصلها أن السنّة أن يسكن الراء من اللّٰه أكبر الأوّل أويصلها باللّٰه أكبر الثانية، فإن سكنها كفٰى وإن وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة. (ردالمحتار، مطلب فی الكلام علٰى حديث ''الأذان جزم'': ۱/ ۳۸٦)

اذان اور اقامت میں جزم اور ہر کلمہ پر وقف کا مسنون ہونا:

سوال: اذان واقامت میں "حی علی الصلاۃ" و"حی علی الصلاۃ" اگر پہلے میں وصل کرکے "حی علی الصلاۃ" یعنی تاء کو ظاہر کیا اور ثانی "حی علی الصلاۃ" پر وقف کیا، تو کچھ حرج ہے یا نہیں؟

الجواب

اذان واقامت میں جزم مسنون ہے، پس "حی علی الصلاۃ" و"حی علی الفلاح" کی تاء وحاء کو حرکت نہ دینا چاہئے، بلکہ ہر کلمۂ اذان پر وقف اور اقامت میں نیت وقف کرنا چاہئے۔

كما فی مراقی الفلاح: ويسكن كلمات الأذان والإقامة فی الأذان حقيقة وينوی الوقف فی الإقامة لأنه لم يقف حقيقة لأن المطلوب فيه الحدر. (طحطاوی)

لقوله عليه السلام: الأذان جزم والإقامة جزم والتكبير جزم أی لافتتاح الصلوٰة، آه. (باب الأذان، ص: ۱۱۱) (امداد الاحکام: ۲/۳۱)

تکبیر کے ہر کلمہ کے آخر میں جزم پڑھی جائے:

سوال: تکبیر میں وصل ہے یا فصل؟ یعنی کلمۂ " أشهد أن لا إله إلا الله" کے آخری حرف پر ضمہ پڑھیں گے یا نہیں؟ جبکہ بغیر سانس توڑے دوسرا کلمہ ساتھ ملایا جائے؟

الجواب

دوسرا کلمہ " أشهد أن لا إله إلا الله" بغیر سانس توڑے پڑھا جائے، تو بھی پہلے کے آخر میں کوئی حرکت نہ پڑھی جائے۔ بلکہ تکبیر واذان کے تمام کلمات کے آخر میں اعراب نہ پڑھا جائے۔

روى ذلك عن النخعی موقوفاً عليه، ومرفوعاً إلى النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "الأذان جزم والإقامة جزم والتكبير جزم" آه. (۱) **فقط والله أعلم**

محمد انور عفا اللہ عنہ- ۳۰/ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ/الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ- (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۰۸-۲۰۹)

(۱) رد المحتار، مطلب فی الكلام على حديث "الأذان جزم": ۱/۲۵۸.

عن إبراهيم النخعی قال: كانوا يجزمون التكبير. (الدرر المنتشرة فی الأحاديث المشتهرة، حرف التاء (ح: ۱۷٤)/ كنز العمال، فضل الأذان وأحكامه وآدابه (ح: ۲۳۲۱٦)/ المقاصد الحسنة، حرف التاء المثناة: ۱/۲٦۳. انيس)

وقول النبی صلى الله عليه وسلم: التكبير جزم أی مقطوع المد، وقيل: أی مقطوع حركة الآخر للوقف، وكذا قول النبی صلى الله عليه وسلم: الأذان جزم، فإن الصواب أن يقول: الله أكبرْ، بتسكين الراء ولا يقف على الرفع، وكذا فی سائر كلماته الأواخر. (طلبة الطلبة فی الاصطلاحات الفقهية، كتاب الطهارة: ۱/۵- انيس)

کلماتِ اذان میں فصل وصل:

سوال: ہمارے یہاں اذان سننے کے بارے میں سخت اختلاف ہو چکا ہے، یعنی ایک شخص نے اذان کہتے وقت "اللّٰہ أکبر" کے کلمہ کو ایک سانس میں دو مرتبہ نہ کہا بلکہ ہر کلمہ کو چار مرتبہ علیحدہ علیحدہ کہہ دیا تو اس پر بعضوں نے کہا کہ اس کی اذان درست ہے، بعض نے کہا درست نہیں ہے، اس پر سخت جھگڑا ہو گیا، حقیقتاً یہ اذان درست ہوئی کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

شروع اذان میں جب مؤذن چار مرتبہ "اللّٰہ أکبر" کہتا ہے، تو اس کو چار آواز سے علیحدہ علیحدہ نہیں کہنا چاہئے، بلکہ دو آواز سے کہنا چاہئے یعنی ایک آواز میں دو مرتبہ "اللّٰہ أکبر" کہے۔ **ھکذا فی الطحطاوی.** (۱)

تاہم اگر سانس کم ہو اور ایک سانس میں دو مرتبہ نہ کہہ سکے تو اسی طرح کہے کہ جس سے دو مرتبہ "اللّٰہ أکبر" میں اتنا فصل نہ ہو جتنا چار مرتبہ میں ہوتا ہے، اس طرح اذان درست ہو جائے گی اور ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ کوئی بڑے سانس والا اذان کہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۲/۲/۱۳۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۳/صفر ۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۷/۵)

سوال مثل بالا:

سوال: شروع اذان میں "اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر" چار مرتبہ ہے، ان کو بغیر سکتہ کے ایک آواز میں دو بار پڑھے یا سکتہ کے ساتھ ایک آواز میں ایک بار، علی ھذا القیاس شہادتین وغیرہ، پوری ترکیب مع اقوال، فقہا تحریر فرماویں؟ والسلام

(شریف احمد)

---

(۱) "یتمھل یترسل فی الأذان بالفصل بسکتة بین کل کلمتین ،ویسرع:أی یحدر فی الإقامة للأمر بھما فی السنة ".(مراقی الفلاح)وقال الطحطاوی رحمه اللّٰہ تعالٰی:"(قوله:بین کل کلمتین):أی جملتین إلا فی التکبیر الأول،فإن السکتة تکون بعد تکبیرتین".(حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح،کتاب الصلاة،باب الأذان:۱۹۶،قدیمی)

(۲) "قوله:(ویترسل فیه ویحدر فیھا)أی یتمھل فی الأذان ویسرع فی الإقامة،وحده أن یفصل بین کلمتی الأذان بسکتة بخلاف الإقامة للتوارث،ولحدیث الترمذی أنه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم قال لبلال:"إذا أذنت فترسل فی أذانک،وإذا أقمت فاحدر"،فکان سنة فیکره ترکه".(البحر الرائق،کتاب الصلاة،باب الأذان:۴۴۷/۱،رشیدیة)

أخرجه الترمذی فی باب ماجاء فی الترسل فی الأذان (ح:۱۹۵)/عبدبن حمید فی مسنده،من مسندجابربن عبداللّٰہ (ح:۱۰۰۶)/والطبرانی فی الأوسط،من اسمه أحمد (ح:۱۹۵۲)/والحاکم فی المستدرک موقوفاً علی عمربن الخطاب قوله،باب فی فضل الصلوات الخمس (ح:۷۳۲)انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ایک سانس میں دومرتبہ لفظ ''اللّٰــه أكبر'' کواس طرح پڑھنا چاہیے کہ ''اکبر'' کی ''راء'' ساکن ہواور بغیر سکتہ کے دوبار پڑھا جائے ،دومرتبہ پڑھ کر سکتہ کرکے پھر دوسری سانس میں اسی طرح دوبار پڑھنا چاہئے ۔کلمہ شہادتین ایک سانس میں ایک مرتبہ پڑھ کر سکتہ کرکے دوسری سانس میں دوسری مرتبہ پڑھا جائے ،غرض جس طرح لفظ ''الله أكبر'' دومرتبہ ایک سانس میں پڑھ کر سکتہ کیا جاتا ہے،اسی طرح کلمہ شہادت ایک سانس میں ایک مرتبہ کہہ کر کرنا چاہئے ۔یہی حکم تحلیل کا ہے۔

(ويترسل فيه ويحدر فيها): أي يتمهل في الأذان ويسرع في الإقامة،وحده أن يفصل بين كلمتي الأذان بسكتة بخلاف الإقامة ... ويسكن كلمات الأذان و الإقامة".(البحر الرائق: ۲۵۷/۱)(۱) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ۔
صحیح:عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۸/۵۔۴۱۹)

---

(۱)　البحر الرائق،كتاب الصلاة،باب الأذان: ۴۴۷/۱ـ۴۴۸ـ

(ويترسل)أي يسن له أن يترسل ،أي يتمهل فيه وهوأن يفصل بين كل كلمتين من كلماته كذا في الفتح وغيره،زادفي العناية تبعاًللمطرزي مطولاًغيرمطرب من ترسل في قراء ته إذا تمهل فيهاوتوقروجعله في عقدالفرائد الإطالة فقط وقيل:هوأن يقف بين الكلمتين.وكذايحدربالمهملة من حدنصرأي يسرع فيها،أي في الإقامة،حتى لوترسل فيها،قيل:يكره،وقيل:لا،والحق هوالأول كذا في الفتح لأن المتوارث فيها،الخ.(النهرالفائق شرح كنزالدقائق،باب الأذان: ۱۷۳/۱)

ومقدار السكتة عنده قدر ما يتمكن من قراء ة ثلاث آيات قصار أو آية طويلة وروى عنه قدر ما يخطوا ثلاث خطوات و عندهما يجلس مقدار الجلسة بين الخطبتين وذكرالحلواني أن الاختلاف في الأفضلية.(تبيين الحقائق ، التأذين للفائتة: ۹۲/۱) /كذا في المحيط البرهاني في الفه النعماني،الفصل السادس عشر في التغني والألحان: ۳۴۶/۱)/والاختيارلتعليل المختار،باب الأذان والإقامة: ۴۴/۱)

عن جابرأن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال لبلال:يا بلال! إذا أذنت فترسل في ذلك وإذا أقمت فاحدر. (سنن الترمذي،باب ماجاء في الترسل في الأذان(ح: ۱۹۵)/المنتخب من مسندعبدبن حميد،من مسندجابربن عبدالله (ح: ۱۰۰۸)/المستدرك على الصحيحين،باب في فضل الصلوات الخمس (ح: ۷۳۲)

وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من"الله أكبر"الأول أويصلها بـ"الله أكبر"الثانية،فإن سكنهاكفى وإن وصلهانوى السكون فحرك الراء بالفتحة فإن ضمهاخالف السنة لأن طلب الوقف على"أكبر"صيره كالساكن أصالة فحرك بالفتح.(ردالمحتار،باب الأذان: ۳۸۶/۱.انيس)

اذان میں کلمات تکبیر دو دو کلمات ملا کر کہے جائیں گے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے سارے کلمات الگ الگ سانس کے ساتھ کہنا ضروری ہے یا "اللّٰـه أكبـر، اللّٰـه أكبر"، دو دو کلمات کو ایک سانس میں کہنے کے لئے کوئی استثنا موجود ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالحق ابو ہا سوات......۹/۴/۱۹۸۹ء)

الجواب

ہر دو" اللّٰه أكبر" کے بعد سانس لی جائے گی۔(۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۱۱-۲۱۲)

کلمات اذان میں وقفہ کی مقدار:

سوال: جناب مفتی صاحب! مؤذن اذان دیتے وقت کلمات اذان میں کتنی دیر وقفہ کرے؟ یا بلا وقفہ کے مسلسل اذان دیتا رہے؟ شریعت مقدسہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ اذان کے آداب میں سے ہے کہ مؤذن کلمات اذان کے درمیان اتنی دیر وقفہ کرے کہ جواب دینے والا پڑھے گئے کلمات کا جواب آسانی سے دے سکے۔

قال العلامة عبد الحیء اللكهنوی: ويترسل فيه أی فی الأذان بأن يفصل بين كل الكلمتين و لايجمع بينهما فإنه سنة. (السعاية:۲/۱۳، باب الأذان)(۲)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۶۴)

(۱) قال العلامة ابن نجيم (قوله: ويترسل فيه ويحدر فيها) أی يتمهل فی الأذان ويسرع فی الإقامة وحده أن يفصل بين كلمتی الأذان بسكتة بخلاف الإقامة للتوارث، الخ. وفی الظهيرية: ولو جعل الأذان إقامة يعيد ولو جعل الإقامة أذاناً لايعيد؛ لأن تكرار الأذان مشروع دون الإقامة. (البحر الرائق، باب الأذان: ۱/۲۵۷)

(ويتمهل) يترسل (فی الأذان) بسكتة بين كل كلمتين (ويسرع) أی يحدر (فی الإقامة) للأمر بهما فی السنة. (مراقی الفلاح، باب الأذان: ۷۸. انيس)

(۲) سنن الترمذی، باب ماجاء فی الترسل فی الأذان (ح: ۱۹۵) انيس

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: (يتمهل) يترسل فی الأذان بالفصل بسكتة بين الكلمتين.

قال الشيخ السيد أحمد الطحطاوی: (قوله بين كلمتين) أی جملتين إلا فی التكبير الأول فإن السكتة تكون بعد تكبيرتين. (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۸، باب الأذان)

ولأن الأذان لإعلام الغائبين بدخول الوقت و الإعلام بالترسل أبلغ، أما الإقامة فلإعلام الحاضرين بالشروع فی الصلاة ويتحقق المقصود بالحدر. (الفقه الإسلامی و أدلته للزحيلی، سنن الأذان: ۱/۷۰۶_انيس)

اذان کے فقرے میں سانس لینا:

سوال: اذان کہنے میں اگر کسی فقرے پر سانس لے لی جائے، تو غلط تو نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر وقفہ زیادہ نہ ہو، تو اذان صحیح ہے۔ لیکن اذان کے فقروں کو اتنا کھینچنا کہ درمیان میں سانس لینے کی ضرورت پیش آئے، صحیح نہیں۔ (۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۲۹۸/۳)

اذان واقامت میں فرق کیا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان اور اقامت میں سوائے کلمات ''قد قامت الصلاة'' کے، کوئی اور فرق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد ازرم، تبوک، سعودی عرب......۷/۷/۱۴۰۱ھ)

(۱) وجعل أصبعيه في أذنيه سنّة الأذان ليرفع صوت بخلاف الإقامة. (الفتاویٰ الهندية: ۵٦/۱، كذا في فتح القدير: ۲۱۳/۱، والبحر الرائق: ۲٦۰/۱)

''ويكره للمؤذن أن يرفع صوته فوق الطاقة، كذا في المضمرات. (الفتاویٰ الهندية: ۵٦/۱)

عن عكرمة بن خالد، قال: قدم عمر مكةفأذن له أبو محذورة، فقال له: أماخشيت أن ينخرق مريطاؤك، قال: ياأمير المؤمنين !قدمت فأحببت أن أسمعكم أذاني، فقال له عمر: إن أرضكم معشر أهل تهامة حارة فأبرد ثم أبردمرتين أوثلاثاًثم أذن ثم ثوب آتك. (مصنف عبدالرزاق الصنعاني، باب وقت الظهر (ح: ۲۰٦۰)/ خلق أفعال العباد للبخاري، ذكر صلاة مؤذني المسجد الحرام يوم الجمعة (ح: ۱۳۱۷) انيس)

قلت: أ فتحب للمؤذن يرفع صوته بالأذان والإقامة؟ قال: نعم، يسمع ولا يجهد نفسه. (الأصل المعروف بالمبسوط، باب من نسي صلاة ذكرهامن الغد: ۱۳۷/۱)

قال القرطبي: وحكم المؤذن أن يترسل في أذانه ولا يطرب به كمايفعله اليوم كثيرمن الجهال، بل وقدأخرجه كثيرمن الطغام والعوام عن حد الإطراب فيرجعون فيه الترجيعات، ويكثرون فيهاالتقطيعات حتى لايفهم مايقول، ولابمابه يصول. (أحكام القرآن للقرطبي، سورة المائدة: ۲۳۰/٦. انيس)

عن ابن عباس قال: كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم مؤذن يطرب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الأذان سهل سمح فإن كان أذانك سمحاً سهلاً وإلا فلا تؤذن. (الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك لابن شاهين، باب فضل الأذان (ح: ۵٦٤)/ سنن الدارقطني، باب تخفيف القراءة لحاجة (ح: ۱۸۷۷)/ الضعفاء والمجروحين لابن حبان: ۱۳۷/۱)

عن عمر بن سعيدبن أبي حسين المكي أن مؤذناًأذن فطرّب في أذانه فقال له عمربن عبدالعزيز: أذن أذاناً سمحاًوإلا فاعتزلنا. (مصنف ابن أبي شيبة، التطريب في الأذان (ح: ۲۳۷۵)

الجواب

راجح یہ ہے کہ اذان پندرہ کلمات ہوں اور بلند آواز سے ہو، عجلت سے نہ ہو، بخلاف اقامت کے کہ اس میں راجح سترہ کلمات ہیں اور پست آواز اور عجلت سے ہو۔(۱) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۲۰۴)

☆☆☆

(۱) عن عبدالله بن زيد قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد هم بالبوق وأمر بالناقوس فنحت فأرى عبد الله بن زيد في المنام، قال: رأيت رجلاً عليه ثوبان أخضران يحمل ناقوساً فقلت له يا عبد الله أتبيع الناقوس؟ فقال ماتصنع به؟فقلت أنادى به إلى الصلوٰة،قال: أفلا أدلك علىٰ خير من ذلك؟قلت ماهو؟ قال: تقول: "الله أكبر،الله أكبر،الله أكبر،الله أكبر،أشهد أن لاإلٰه إلا الله،أشهد أن لا إلٰه إلا الله،أشهد أن محمدًا رسول الله،أشهد أن محمدًا رسول الله،حي على الصلوٰة،حي على الصلوٰة،حي على الفلاح،حي على الفلاح،الله، أكبر،الله أكبر،لا إلٰه إلا الله". قال: فخرج عبد الله بن زيدحتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره بما رأى،قال: يارسول الله!رأيت رجلاً عليه ثوبان أخضران يحمل ناقوسًا... فقص عليه الخبر،فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن صاحبكم قدرأى رؤيًا،فاخرج مع بلال إلى المسجد فألقها عليه،وليناد بلال فإنه أندىٰ صوتاً منك". قال: فخرجت مع بلال إلى المسجد فجلعت ألقيها عليه و هوينادى به،الخ. (سنن ابن ماجة،كتاب الصلوٰة (ح: ٧٠٦)/سنن أبى داؤد، باب كيف الأذان (ح:٤٩٩)/مسند الامام أحمد (ح: ١٦٥٢٤)/صحيح لابن خزيمة (ح: ٣٧٠)

عن معاذ بن جبل قال: ...فجاء عبدالله بن زيد إلى رجل من الأنصار،وقال فيه:فاستقبل القبلة قال:الله أكبر،الله أكبر، أشهد أن لاإلٰه إلا الله،أشهد أن محمدًا رسول الله،حي على الصلوٰة مرتين،حي على الفلاح مرتين، الله أكبر،الله أكبر،لا إلٰه إلا الله.ثم أمهل هنيئاًثم قام فقال مثلها،إلاأنه قال: زاد بعد ماقال حي على الفلاح:قدقامت الصلاة ،قدقامت الصلاة،قال:فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:لقنهابلالاً،فأذن بهابلال.(سنن أبى داؤد،باب كيف الأذان (ح:٥٠٧)

عن عبدالرحمن بن أبى ليلىٰ عن عبدالله بن زيد قال: كان أذان رسول الله صلى الله عليه وسلم شفعاًشفعاًفى الأذان والإقامة.(سنن الترمذى،باب ماجاء أن الإقامة مثنىٰ مثنىٰ (ح: ١٩٤)انيس)

الأذان خمس عشرة كلمة وآخره عندنا لا إلٰه إلا الله،كذا فى فتاوىٰ قاضى خان ... والإقامة سبع عشرة كلمة خمس عشرة منها كلمات الأذان وكلمتان قوله: قدقامت الصلاة مرتين،كذا فى فتاوىٰ قاضى خان، و يترسل فى الأذان ويحدرفى الإقامة وهذا بيان الاستحباب كذا فى الهداية.(الفتاوىٰ الهندية،الفصل الثانى فى كلمات الأذان والإقامة: ١/٥٥_٥٦)

قوله:يسن التمهل فيه والإسراع فيها،المرادبالتمهل الترسل،قال فى الينابيع: الترسل أن يقول: الله أكبر،الله أكبر ويقف ثم يقول مرة أخرىٰ مثله،وكذلك يقف بين كل كلمتين إلى آخرالأذان،والمراد بالإسراع الحدروالوصل ولوترسل فى الإقامة وحدرفى الأذان أوترسل فيهما أوحدرفيهما لابأس به،كذافى التتارخانية،المراد من قوله: لابأس به كراهة التنزيه.(غمزعيون البصائر،ماافترق فيه الأذان والإقامة: ٤/٨٤_انيس)